چند شبہات کا ازالہ ایک مکتوب کے جواب میں

عبدالحیٔ انصاری

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خود کشی

رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق امت مسلمہ افتراق و انتشار کا شکار ہے۔

ستفترق امتی بضعاً و سبعین فرقة (حاکم ج۴ ص۴۳۰)

صرف ایک جماعت قائم علی الحق ہے ہر دور میں رہی ہے اور تاقیامت رہے گی۔ اور یہ صرف وہ جماعت ہو گی جس پر ماانا علیہ و اصحابی کے الفاظ صادق آئیں گے۔ یہی طائفہ منصورہ اور فرقہ ناجیہ ہے۔ دلائل و براہین کی روشنی میں یہ الفاظ صرف اور صرف اہل حدیث پر صادق آتے ہیں اور بس کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کتاب و سنت ہی کے علمبردار، داعی اور خوشہ چیں تھے۔ جب کہ اہلحدیث کے نزدیک بھی کتاب اللہ و سنت رسول ہی دین کا اصل ماخذ اور منبع ہے رسول اللہ ﷺ نے انہی دو چیزوں سے تمسک کا حکم دیا ہے۔

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ماتمسکتم بهما کتاب الله و سنة رسوله (مشکوٰة باب الاعتصام بالکتاب والسنة)

بد قسمتی سے ہر فرقے دھڑے اور گروہ نے برحق ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ حالانکہ انہوں نے خالص کتاب و سنت کے علم کو ہاتھ میں لینے سے انکار کر دیا ہے۔ جبکہ

بعض ان میں سے تقلید ائمہ کو عین اسلام قرار دیتے ہیں۔

اتخذوا احبارهم و رهبانهم اربابا من دون الله

کہاں اسلام اور کہاں تقلید ائمہ بعد المشرقین۔ پھر اس تقلیدی مذہب کو سہارا دینے کیلئے اور عوام الناس کو اپنے گرد جمع کرنے کیلئے مختلف ہتھکنڈے اختیار کئے جاتے ہیں۔ انہی ہتھکنڈوں میں سے وہ سوالات بھی ہیں جو انہوں نے اپنے حواریوں اور حاشیہ نشینوں میں شہر شہر، کوچہ کوچہ، قریہ قریہ پھیلا رکھے ہیں۔ اپنے زعم میں انہوں نے یہ سوالات مرتب کر کے اپنے مسلک اور فرقہ کی خدمت کا حق ادا کر دیا ہے اور اسے ناقابل تسخیر بنا دیا ہے جب کہ علم کی دنیا میں ان کی حیثیت بیت عنکبوت سے زیادہ نہیں۔

وان اوهن البيوت لبيت العنكبوت

(حالانکہ سب گھروں میں کمزور سے کمزور مکڑی کا گھر ہے۔)

انہیں سوالات میں سے بعض ہمارے پاس بھی پہنچے ہیں۔ چنانچہ افادہ عام کے لئے ہم ان کے جوابات ہدیہ قارئین "ترجمان الحدیث" کر رہے ہیں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

سوالات کا مکمل خاکہ مندرجہ ذیل ہے:

سوالات کا جواب قرآن و حدیث سے دیں۔

۱۔ آپ کے ہاں نماز فجر کی کتنی رکعات ہیں۔ سنت اور فرض کا لفظ صراحتہً حدیث میں ہو۔؟

۲۔ نماز ظہر کی کتنی رکعات ہیں۔ سنت، فرض، نفل کا لفظ صراحتہً حدیث میں ہو۔؟

۳۔ نماز عصر کی کتنی رکعات ہیں۔ سنت فرض کی صراحت حدیث میں ہو۔؟

۴۔ نماز مغرب کی کتنی رکعات ہیں۔ سنت فرض کی صراحت حدیث میں ہو۔؟

۵۔ نماز عشاء کتنی رکعات ہیں۔ فرض، سنت، نفل کی تفصیل صراحتہً حدیث میں ہو۔؟

۶۔ آپ کے ہاں أئمہ مجتہدین و محدثین کرام و دیگر مسلمان نماز کی شرائط، ارکان، واجبات، سنن، مکروہات، مفسدات کے قائل ہیں وہ مسلمان ہیں یا کافر؟

ہر بات کا جواب صرف قرآن پاک یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ہو۔ باسند و توثیق رجال دین۔

نیز مندرجہ ذیل سوالات کا جواب صرف قرآن کریم کی صریح آیت، یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دیں؟ نہ تو خود قیاس کر کے شیطان بنیں۔ نہ کسی امتی کی تقلید کر کے مشرک بنیں۔ جس جواب میں قرآن پاک کی صریح آیت یا حدیث صحیح صریح غیر معارض نہ ہو گی وہ جواب کالعدم ہو گا۔

۷۔ تکبیر تحریمہ فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب حکم صراحتہ آیت یا حدیث میں مذکور ہو۔

۸۔ تکبیر تحریمہ امام کیلئے بلند آواز سے کہنا سنت ہے اور مقتدی کیلئے آہستہ آواز سے

۹۔ اکیلے نمازی کیلئے تکبیر تحریمہ بلند آواز سے سنت ہے یا آہستہ آواز سے؟

۱۰۔ تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین فرض ہے یا سنت مؤکدہ

۱۱۔ تکبیر تحریمہ کے ساتھ اگر رفع یدین نہ کرے تو نماز باطل ہے یا مکروہ؟

۱۲۔ تکبیر تحریمہ کے بعد سینہ پر ہاتھ باندھنا فرض ہے یا سنت مؤکدہ۔

۱۳- جو لوگ ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں ان کی نماز باطل ہے یا مکروہ؟

۱۴- آپ کی کتاب ہدیتہ المھدی جلد اول ص۱۱۸ پر لکھا ہے کہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے پر انکار جائز نہیں یہ مسئلہ کس آیت اور حدیث میں ہے۔

۱۵- آپ کے فتاوی ثنائیہ جلد اول ص۵۳۴ اور فتاوی علمائے حدیث جلد سوم ص۹۵ پر لکھا ہے۔ فصل لربک وانحر نماز پڑھ اور سینہ پر ہاتھ باندھ۔ کیا قرآن کا یہ معنی کسی حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت ہے۔

۱۶- آپ کے فتاوی ثنائیہ جلد اول ص۴۴۳ اور فتاوی علمائے حدیث جلد سوم ص۹۱ پر لکھا ہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھنے اور رفع یدین کرنے کی روایات بخاری و مسلم اور ان کی شروح میں بکثرت ہیں۔ سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث نہ بخاری میں ہے اور نہ مسلم میں ہے کیا یہ ایسا جھوٹ نہیں؟ جیسے مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعود کا آنا قرآن پاک، احادیث اور کشوف اولیاء سے ثابت ہے (شہادت القرآن)

جوابات

قارئین کرام! پہلے پانچ سوالات کے جوابات معاً ملاحظہ فرمائیں۔

پانچوں نمازوں کے فرائض کی تعداد مندرجہ ذیل احادیث سے معلوم ہوتی ہے۔

۱۔ حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا یعقوب قال ثنا ابی عن ابن اسحق قال حدثنی صالح بن کیسان عن عروۃ بن الزبیر عن عائشہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان اول ما

افترض على رسول الله صلى الله عله وسلم الصلاة ركعتان ركعتان الاالمغرب فانها كانت ثلاثاً ثم اتم الله الظهر و العصر والعشاء الاخرة اربعاً فى الحضر واقر الصلاة على فرضها الاول فى السفر۔ (احمد ج٦ ص٢٧٢)

٢۔ حدثنا ابو طالب احمد بن نصر بن طالب ثنا ابو حمزه ادريس بن يونس بن يناق الفراء ثنا محمد بن سعيد بن جدار ثنا جرير بن حازم عن قتادة عن انس ان جبرئيل عليه السلام اتى النبى صلى الله عليه وسلم بمكة حين زالت الشمس و امره ان يوذن للناس بالصلاة حين فرضت عليهم فقام جبرئيل امام النبى صلى الله عليه وسلم وقام الناس خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فصلى اربع ركعات لايجهرفيها بقراءة۔ ياتم الناس برسول الله صلى الله عليه وسلم ياتم رسول الله صلى الله عليه وسلم بجبرئيل، ثم اهل حتى اذا دخل وقت العصر، صلى بهم اربع ركعات لايجهرفيها بالقراة۔ ياتم المسلمون برسول الله صلى الله عليه الله عليه وسلم و ياتم رسول الله صلى الله عليه وسلم جبريل ثم امهل حتى اذا وجبت الشمس صلى بهم ثلاث ركعات يجهر فى ركعتين بالقراة ولا يجهر فى الثالثة ثم امهل حتى اذا ذهب ثلث الليل صلى بهم اربع ركعات يجهر فى الاوليين بالقراة، ولا يجهر فى الاخريين بالقراة۔ ثم امهل حتى اذا طلع الفجر صلى بهم ركعتين يجهر فيهما بالقراة۔ (دارقطنى ج١ ص٢٦٠)

٣۔ حدثنا محمد بن المثنى عن عبدالاعلى عن سعيد عن قتاده عن الحسن قال۔ لما جاء بهن رسول الله الى قومه يعنى الصلوات خلا عنهن، حتى اذا زالت الشمس عن بطن السماء

نودی فیهم، الصلوٰۃ جامعة، ففزعوا للذلک فاجتمعوا فصلی بهم نبی الله صلی الله علیہ وسلم اربع رکعات لایقراء فیهن علانیة، جبریل علیہ السلام بین یدی رسول الله صلی الله علیہ وسلم و رسول الله صلی الله علیہ وسلم بین ایدی الناس یقتدی الناس بنبیهم صلی الله علیہ وسلم و یقتدی نبی الله صلی الله علیہ وسلم بجبریل علیہ السلام۔ ثم خلی عنهن حتی اذا تصوبت الشمس وهی بیضاء نقیة۔ نودی فیهم بالصلوٰۃ جامعة فاجتمعوا لذالک فصلی بهم نبی الله صلی الله علیہ وسلم اربع رکعات دون صلوۃ الظهر ثم ذکر شیبان المعنی کما ذکر فی الظهر قال ثم اضرب عنهم حتی اذا غابت الشمس نودی فیهم الصلوٰۃ جامعة فاجتمعوالذالک فصلی بهم نبی الله یقرأ ثلاث رکعات یقواء فی کل رکعتیں علانیة و الرکعة الثالثة لایقراء فیها علانیہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم بین بدی الناس وجبریل علیہ السلام بین یدی رسول الله صلی الله علیہ وسلم ثم ذکر کما ذکر فی العصر حتی اذا غاب الشفق واعتم نودی فیهم الصلاۃ جامعہ فاجتمعوا لذالک فصلی بهم رسول الله صلی الله علیہ وسلم اربع رکعات یقراء فی رکعتین علانیة و رکعتین لا یقراء فیهما علانیة فذکر کما ذکر فی المغرب قال فبا توا وهم لا یدرون ایذدادون علی ذالک ام لا حتی اذا طلع الفجر نودی فیهم الصلوٰۃ جامعة، فاجتمعوا لذلک فصلی بهم نبی الله صلی الله علیہ وسلم رکعتین یقرء فیهما علانیة و یطیل فیهما القراءۃ۔ جبریل علیہ السلام بین یدی رسول الله صلی الله علیہ وسلم و رسول الله صلی الله علیہ وسلم بین یدی الناس۔ یقتدی الناس بنبیهم صلی الله علیہ وسلم و یقتدی نبی الله صلی الله

علیہ وسلم بجبرئیل علیہ السلام۔ (کتاب المراسیل لابی داؤد۔ ص۲۷-۲۸)

وضاحت

پہلی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ شروع اسلام میں ہر نماز کی دو دو رکعتیں فرض تھیں سوائے مغرب کی اس کی تین رکعتیں تھی۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ظہر، عصر اور عشاء کی رکعات کو پورا کرتے ہوئے چار چار رکعات فرض کر دیں۔ یہی بات دوسری دونوں حدیثوں سے واضح ہو رہی ہے۔ کہ ظہر، عصر اور عشاء کے فرائض چار چار ہیں۔ مغرب کے تین اور فجر کے دو اسی طرح سفر کی نماز دو دو رکعتیں ہی ہیں سوائے مغرب کے۔ ہر نماز میں سنن اور نوافل کی تعداد جاننے کیلئے مندرجہ ذیل حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

عن ام حبیبة قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی فی یوم ولیلة ثنتی عشرة رکعة بنی لہ بیت فی الجنة اربعا قبل الظہر و رکعتین بعدھا و رکعتین بعد المغرب و رکعتین بعد العشاء و رکعتین قبل صلاة الفجر رواہ الترمذی و فی روایة لمسلم انھا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مامن عبد مسلم یصلی اللہ کل یوم ثنتی عشرة رکعة تطوعاً غیر فریضة الا بنی اللہ لہ بیتاً فی الجنة او الا بنی لہ بیت فی الجنة(مشکوٰة ج۱ ص۱۰۳)

وضاحت

مذکورہ حدیث میں سنن اور نوافل کی تعداد بتلائی گئی ہے۔ کہ چار سنتیں یا نفل ظہر سے پہلے ہیں اور دو بعد میں اسی طرح مغرب کے بعد بھی دو رکعات ہیں اور عشاء کے بعد بھی دو اور اسی طرح فجر کی نماز سے قبل دو رکعات ہیں۔ تو یہ کل ۱۲ نوافل یا ۱۲ سنتیں بنتی ہیں جس کی فضیلت حدیث میں یہ بیان کی گئی ہے کہ جو آدمی یہ بارہ رکعات ایک دن میں ادا کرتا ہے (جو کہ فرائض نہیں بلکہ نوافل ہیں) تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیتے ہیں۔

جواب نمبر۶:۔ تمام آئمہ مجتہدین و محدثین کرام مسلمان ہیں اور اجر کے مستحق ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اذا حکم الحاکم فاجتھد فاصاب فلہ اجران واذا حکم فاجتھد ثم اخطاء فلہ اجر

جب حاکم صحیح اجتہاد کرتا ہے تو اسے دو اجر ملتے ہیں اگر غلطی کرتا ہے تو ایک اجر ملتا ہے۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۹۲) چنانچہ یہی حکم مجتہدین کا ہے۔

۷۔ تکبیر تحریمہ فرض ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تحریمھا التکبیر (ابو داؤد مع عون ج ۱ ص ۲۲) نیز فرمایا:۔ فاذا کبر فکبروا۔ جب امام اللہ اکبر کہے تم بھی اللہ اکبر کہو۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۰۱)

۸۔ انما جعل الا مام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبرو۔

امام اس لئے ہوتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو۔" حدیث مذکور میں امام مقرر کرنے کا مقصد اس کی اقتداء کرنا ہے اور اقتداء اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک وہ با آواز بلند تکبیر نہ کہے۔

اس سے مقتدی کے آہستہ تکبیر کہنے کا استدلال بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ امام کی اقتداء ہے اس لئے وہ با آواز بلند تکبیر کہتا ہے اور چونکہ مقتدی کی اقتداء نہیں

لہذا اسے بلند آواز سے تکبیر تحریمہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح مقتدی کے آہستہ تکبیر کہنے کا ثبوت مندرجہ ذیل حدیث سے بھی ملتا ہے۔

عن جابر قال اشتکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلینا وراءہ وھو قاعد و ابوبکر یسمع الناس تکبیرہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے ہم نے آپ کے پیچھے نماز ادا کی اس حالت میں کہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور ابوبکر لوگوں کو تکبیر سناتے تھے۔

زیر نظر حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صرف ابوبکر باآواز بلند لوگوں کو تکبیر سناتے تھے۔ جب کہ باقی صحابہ ایسا نہیں کرتے تھے۔ مزید برآں مقتدی کا آہستہ اللہ اکبر کہنا تواتر، تسلسل اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

لن تجتمع امتی علی الضلالۃ۔ رواہ الطبرانی باسنادین رجال احدھما ثقات رجال الصحیح خلامر ذوق مولی ال طلحۃ و ھو ثقۃ (مجمع الزوائد ج۵ ص۲۱۸)

یعنی میری امت قطعاً گمراہی پر جمع نہیں ہو گی۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ جو مسائل تسلسل تواتر اور اجماع امت سے ثابت ہیں ان کے بارے میں عوام الناس کے ذہنوں کو پراگندہ کرنے کے لئے یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ گویا یہ احادیث سے ثابت نہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

۹۔ اکیلے نمازی کیلئے آہستہ تکبیر تحریمہ کہنا سنت ہے۔ دلائل کے لئے جواب نمبر ۸ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۰۔ تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین سنت موکدہ ہے۔

عن مالک بن الحویرث قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی بھما اذنیہ و فی روایۃ حتی یحاذی بھما فروع اذنیہ۔ (متفق علیہ مشکوۃ ج۱ ص۷۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ اکبر کہتے تو کانوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے اور ایک روایت میں ہے کانوں کی لو کے برابر ہاتھ اٹھاتے۔

۱۱۔ خلاف سنت ہو گی۔ (ایضاً)

۱۲۔ سینہ پر ہاتھ باندھنا سنت مؤکدہ ہے۔

عن وائل ان حجر قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمنی علی الیسری علی صدرہ (بلوغ المرام ص۴۸)

وائل بن حجر کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر سینہ پر رکھا۔

تحت السرہ والی کوئی مرفوع روایت صحیح نہیں۔ جس کا اعتراف کاشمیری صاحب نے بھی کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

واما کیفیۃ الوضع فلم تثبت فیھا الاحادیث من الطرفین ولانص فیہ۔ (فیض الباری ج۲ ص۲۶۶)

(ہاتھ باندھنے کی کیفیت میں دونوں جوانب سے کوئی حدیث اور نص ثابت نہیں ہے۔)

۱۳۔ نہ باطل نہ مکروہ۔ بلکہ خلاف اولیٰ ہے کیونکہ سینہ پر ہاتھ باندھنے کا استدلال بخاری کی روایت سے ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

عن سھل بن سعد قال کان ناس یؤمرون ان یضع الرجل الید

اليمنى على ذراعه اليسرىٰ فى الصلوة۔ (بخاری ج۱ ص۱۰۲)
سہل بن سعد کہتے ہیں کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ذراع پر رکھیں۔

صاحب "المنجد نے ذرائع کی تعریف یہ کی ہے:

من طرف المرفق الى طرف الاصبع الوسطى

یعنی کہنی کے کنارے سے درمیانی انگلی کے کنارے تک ذراع کا اطلاق ہوتا ہے۔
اگر دائیں ہاتھ کو بائیں ذراع پر کہنی کے بالکل قریب رکھا جائے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ہاتھ تحت السرہ پہنچیں۔ بلکہ سینہ پر ہی رہتے ہیں۔

۱۴۔ مولانا وحید الزمان کی کتاب "هدية المهدی" کو اہلحدیث کی کتاب یاد کرانا اور اسے اہلحدیث کی طرف منسوب کرنا سراسر زیادتی اور حقائق سے آنکھیں موند لینے کے مترادف ہے یا پھر جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے جب کہ اہلحدیث نے اس کتاب کے منظر عام پر آتے ہی اس سے بیزاری و بے التفاقی کا اظہار کر دیا تھا۔
چنانچہ خود مولانا وحید الزمان لکھتے ہیں۔

"مجھ کو میرے ایک دوست نے لکھا کہ جب سے تم نے کتاب هدية المهدی تالیف کی ہے تو اہلحدیث کا ایک بڑا گروہ جیسے مولوی شمس الحق مرحوم عظیم آبادی اور مولوی محمد حسین صاحب لاہوری اور مولوی عبداللہ صاحب غازیپوری اور مولوی فقیر اللہ صاحب پنجابی اور مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری وغیرھم تم سے بددل ہو گئے ہیں۔ اور عامہ اہلحدیث کا اعتقاد تم سے جاتا رہا ہے۔ تو میں نے ان کو جواب دیا۔ الحمدللہ کوئی مجھ سے اعتقاد رکھے نہ رکھے۔ میرا مرید ہو نہ ہو نہ مجھ کو پیشوا اور مقتدی جانے نہ میرا ہاتھ چومے۔ نہ میری تعظیم و تکریم

کرے۔ میں مولویت اور مشائخیت کی روٹی نہیں کھاتا کہ مجھ کو ان کی بے اعتقادی سے کوئی ڈر ہو۔ ان مولویوں کو ایسی باتوں سے ڈراؤ جو پبلک کے قلوب اپنی طرف قائل کرانا۔ اپنے معتقدوں کی جماعت بڑھانا۔ اور ان سے نفع کمانا۔ ان کی دعوتیں کھانا۔ ان سے نذریں لینا اور چندہ جمع کروانا چاہتے ہیں۔ (وحید اللغات مادہ شر)

اسی طرح مولانا وحید الزمان دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

"اس کتاب پر ہمارے زمانے کے مسلمانوں کو بڑا غصہ ہے وجہ یہ ہے کہ یہ کتاب کل مسائل میں کسی ایک فریق کے موافق نہیں ہے بلکہ خذماصفاودع ماکدر پر عمل کیا ہے نہ اہلحدیث ہمارے زمانے کے اس کو پسند کرتے ہیں نہ مقلدین نہ امامیہ نہ نام کے سنی جو درحقیت ناصبی ہیں۔ (وحید اللغات مادہ رحی)

کیا مولانا کی ذاتی صراحت کے بعد بھی یہ کتاب اہلحدیث ہی کی کتاب سمجھی جائے گی۔ بلکہ مندرجہ بالا عبارت کی رو سے جتنی یہ کتاب اہلحدیث کی ہے اتنی ہی غیر اہلحدیث اور مقلدین کی ہے پھر کیا کسی آدمی کی ذاتی سوچ اور فکر کو کسی مسلک کی سوچ و فکر قرار دیا جاسکتا ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا مولانا عبید اللہ سندھی کے آخری دور کے نظریات، ارشادات و فرمودات کو مسلک حنفی دیوبندی کا ترجمان و مفسر تسلیم کرلیا جائے۔ ماھوجوابکم فھو جوابنا۔

جواب نمبر ۱۵-۱۶- نگاہ غضت کا شکار صرف فتاوی ثنائیہ اور فتاوی علمائے اھل حدیث ہی کیوں ہے جب کہ یہی ساری باتیں "آفتاب ہدایت رد رفض و بدعت" کے حنفی مصنف مولوی محمد کرم الدین صاحب نے بھی لکھی ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔ قرآن میں ہے فصل لربک وانحر۔ (خدا کی نماز ہاتھ باندھ کر پڑھ) نحر کا معنی

کتب لغت میں ہاتھ باندھنے کا بھی ہے چنانچہ علم لغت کی سب سے بڑی مستند اور متداول کتاب قاموس ص ۳۳۲ ج ا میں باب الراء فصل النون میں ہے۔

نحر الرجل فی الصلوٰۃ انتصب و نهد صدره او وضع يمينه على شماله

نماز میں نحر کا معنی یہ ہے کہ سینہ قبلہ رو سیدھا کر کے یا دائیں ہاتھ کو بائیں پر باندھ کر کھڑا ہو۔

علم لغت سب کے لئے یکساں حجت ہے اس سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں ہے آیت فصل میں چونکہ نماز پڑھنا صاف قرینہ موجود ہے اس لئے یہاں نحر کا معنی یہ ہے کہ داہنا ہاتھ بائیں پر رکھ کر ہاتھ باندھے ہوئے نماز پڑھو۔ امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۱۲۷ میں آیت مذکورہ کی تفسیر میں جناب حضرت علی المرتضیٰ کا قول یوں نقل کیا ہے۔

والا شهر و ضعها على النحر على عادة الخاشع الخاضع

وانحر کا اشہر اور اظہر معنی یہی ہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھے جیسے خشوع و خضوع کا طریق ہے۔

ایسا ہی تفاسیر درمنثور، معالم التنزیل، تنویر القیاس، حسینی وغیرہ اور کتب حدیث، بخاری ترمذی اور دار قطنی وغیرہ میں حضرت علی اور ابن عباس اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام کی روایات سے یہی معنی لکھا گیا ہے۔ پھر ایسی صریح اور صاف آیت کے ہوتے ہوئے دوسری کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ (آفتاب ہدایت رد رفض و بدعت ص ۳۱۵) نیز سینہ پر ہاتھ باندھنے کا استدلال بخاری کے حوالہ سے جواب ۱۳ میں گذر چکا ہے۔